سفرِ ترکی کے چند مشاہداتی تأثرات!!

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی
استاذِ حدیث جامعہ بنوری ٹاؤن

۲۲/نومبر ۲۰۱۷ء بروز بدھ صبح نو بجے قطر ایئرلائن کے ذریعہ ''ہیومن فاؤنڈیشن'' کے چیئرمین جناب حاجی محمد احمد صاحب کی سرپرستی میں ہم کراچی کے جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے ترکی کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ہم کل دس ساتھی تھے، پانچ کراچی سے اور پانچ ساتھی اسلام آباد سے آئے تھے۔ قطر ایئرپورٹ دوحہ میں ہم سب ساتھی اکٹھے ہوگئے اور وہاں سے ترکی کے دارالخلافہ انقرہ کے لیے نیا خوشگوار سفر شروع ہوا، ساڑھے چار گھنٹے فضائی سفر کے بعد ہم انقرہ ائیرپورٹ پر اُترے، وہاں کے ساتھیوں نے ہمیں وصول کیا اور انقرہ ہی میں رات گزاری۔ انقرہ اگرچہ ترکی کا دارالخلافہ ہے، لیکن یہ زیادہ بڑا شہر نہیں ہے۔

جناب حاجی محمد احمد صاحب ایک خداترس انسان ہیں، دنیا کے جس خطہ میں بھی مسلمانوں پر جب کوئی آفت اور مصیبت پڑتی ہے تو ممکنہ حد تک حاجی صاحب ہر قسم کے تعاون اور مدد کے لیے میدان میں آجاتے ہیں۔ سرزمینِ شام کے عرب سنی مسلمانوں پر وہاں کے ظالم حکمران بادشاہ بشارالاسد کے مظالم سے دوچار ہونے والے لاکھوں کی تعداد میں وہاں کے سنی مسلمان ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے، ترکی کے ساتھ شام کی سرحد لگتی ہے، اس لیے وہاں کے مہاجرین کی ایک بڑی تعداد تقریباً پانچ لاکھ مہاجرین صرف ایک شہر استنبول میں آکر پناہ گزین ہیں اور ترکی کے دیگر شہر بھی بے شمار پناہ گزینوں کی پناہ گاہ ہیں۔ ترکی کے بالکل قریب شام کی اپنی سرحد جو بشارالاسد کے ظلم کے پنجوں سے نسبتاً محفوظ ہے، اس میں ہزاروں خیموں کا شہر آباد ہے جس میں لاکھوں بے بس مسلمان بے سروسامانی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، میں نے دیکھا تو تاحدِ نگاہ خیمے ہی خیمے نظر آرہے تھے، ساتھیوں نے بتایا کہ ان خیمہ بستیوں میں (۷۰) ستر لاکھ پناہ گزین موجود ہیں۔ ''ہیومن فاؤنڈیشن'' کے چیئرمین جناب محمد احمد صاحب زیادہ تر کنٹینروں کے ذریعہ سے ان مہاجرین تک غذائی اجناس پہنچانے کی کوشش کررہے ہیں،

اسی پر قائم تھا، اس گرجے کی k کئی میلوں پر پھیلی ہوئی ہے، k پر چڑھنے کے لیے مسلمان مجاہدین سیڑھی کے ذریعہ سے چڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو اوپر سے عیسائی تیر برساتے ہیں، مسلمان شہید ہوجاتے ہیں، لیکن پیچھے نہیں ہٹتے ہیں، ان کے گھوڑے جس طرح دیوہیکل جسم والے ہیں، اسی طرح یہ مجاہدین بھی بڑے بڑے قد وقامت کے مالک ہیں، پیدل فوج بھی پیچھے قطار میں ہزاروں کی تعداد میں تیار کھڑی دکھائی گئی ہے، سب کی بڑی بڑی پگڑیاں ہیں، توپ کے گولے اتنے موٹے موٹے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کا دائرہ بنا کر بھی اُن کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، وہاں اس قدیم زمانے کی اصلی توپ بھی موجود ہے اور اصلی گولے بھی موجود ہیں، جب آدمی وہاں کھڑا ہوکر جنگ کا نقشہ دیکھتا ہے تو جنگ کے موقع کا خیال گزرنے لگتا ہے، گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں آتی ہیں اور توپ کے گولے چھوڑنے اور آگ پھینکنے کا پورا نظارہ سامنے ہوتا ہے، قلعہ کی k پر جب توپ سے بارود کا گولہ جا گرتا ہے تو قلعہ کا ایک حصہ ٹوٹ جاتا ہے، k کے اوپر عیسائی کھڑے ہیں اور لمبے لمبے تیروں سے مسلمانوں کو نشانہ بنارہے ہیں، ایک مسلمان شہید کے سینہ میں تیر ایسا پیوست نظر آتا ہے جو بالکل سیدھا کھڑا ہے اور مسلمان شہید پڑا ہے، بے شمار مسلمان شہید پڑے ہوئے ہیں اور ان سے تازہ تازہ خون بہہ رہا ہے، مجاہدین اپنے زخمی ساتھیوں کو کندھوں پر اٹھا کر محفوظ مقام کی طرف لے جاتے ہیں اور خون سے لت پت ہوجاتے ہیں، وہاں میدان میں گھوڑے بھی زمین پر مرے ہوئے پڑے ہیں، اکثر تیروں سے زخمی ہیں اور آگ سے جلے ہوئے ہیں۔ بہرحال یہ عظیم جہاد کا ایسا منظر ہے کہ اگر مسلمان اس کو دیکھے تو جذبۂ جہاد سے دیوانہ ہوجائے گا اور اگر کافر دیکھے تو مسلمان ہوجائے گا۔

استنبول میں ہم نے شیخ محمود آفندی سے ان کے مکان پر ملاقات کی، وہ خود کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے مگر ضعف زدہ تھے، ترکی میں شیخ محمود آفندی ایک دینی سائبان کا درجہ رکھتے ہیں، ان کے مرید شریعت کے پابند ہیں اور لاکھوں میں ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے مرید عمدہ سفید عماموں اور لمبی - ں میں ملبوس تھے، شیخ محمود آفندی نے تصوف اور اصلاحی مواعظ پر کئی کتابیں بھی لکھی ہیں، چند کتابیں ہمیں بھی بطور ہدیہ پیش کیں، پھر ہم نے ان کے قریب ایک دوسرے مقام پر شیخ محمد عوامہ سے ملاقات کی، کافی تفصیلی گفتگو ہوئی، یہ ایک بڑے علمی آدمی ہیں، بیس سال تک مدینہ منورہ میں رہے ہیں اور پھر شام چلے گئے، اصل میں یہ حلب کے باشندے ہیں، مگر شام کے برے احوال کی وجہ سے وہاں سے ہجرت کی اور یہاں ترکی میں آباد ہوگئے۔ یہ عبدالفتاح ابوغدہ کے شاگردوں میں سے ہیں، انہوں نے اپنی مجلس میں شیخ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا اور محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بھی کیا، انہوں نے عطیہ میں مجھے اپنی کتابیں دیں اور بہت محبت کا اظہار کیا۔

استنبول میں مجمع البحرین کے مقام پر ایک پہاڑی کے اوپر حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قبر ہے، ہم نے جب وہاں حاضری دی تو بہت لمبی قبر نظر آئی، اگرچہ ہموار زمین میں قبر کے نشانات نہیں تھے، مگر یہ نظر آرہا تھا کہ قبر بیت اللہ کی سمت میں نہیں تھی، مجھے ابتداء میں شک ہوا کہ اتنی لمبی قبر کیسی ہے تو ایک صاحب نے کہا کہ ان لوگوں کی عادت تھی کہ نبی کی قبر بہت لمبی بنایا کرتے تھے۔ پھر میں نے اشکال ظاہر کیا کہ یہ قبر قبلہ رخ کیوں نہیں ہے؟ تو بتانے والے واقف کار آدمی نے کہا کہ یہ بیت المقدس کی طرف ہے، تب مجھے یقین آگیا کہ یہی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قبر ہے، پھر میں نے کہا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع بن نون علیہما الصلوٰۃ والسلام تو مجمع البحرین میں آئے تھے، یہاں مجمع البحرین کہاں ہے؟ تو ایک ساتھی مجھے کچھ آگے کی طرف لے گیا اور کہا: وہ سامنے دیکھیں! مجمع البحرین ہے، ایک طرف سے بحر اسود آرہا ہے اور دوسری طرف سے بحر مرمرہ آرہا ہے، دونوں کے ملنے کا یہ وسیع سمندر مجمع البحرین کہلاتا ہے، یہ مشاہدہ اس لحاظ سے فرحت بخش تھا کہ اس کی بدولت قرآن کریم کے ایک مضمون کا ظاہری مصداق سمجھنے میں مدد ملی۔ مجمع البحرین کا تذکرہ قرآن کریم میں سورۂ کہف میں موجود ہے، میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوبارہ حاضری کے لیے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی قبر پر آیا اور خوب دعائیں کیں۔

استنبول میں ہم نے اس پہاڑ کو بھی دیکھا جس پر سلطان محمد فاتح رحمۃ اللہ علیہ نے خشکی میں کشتیاں چلائیں، قصہ اس طرح ہوا کہ استنبول میں عیسائیوں کے بڑے گرجے کے بڑے حصے کے اردگرد سمندر ہے، عیسائیوں نے سمندر میں بڑی بڑی زنجیریں باندھ لیں، تاکہ سلطان محمد فاتح سمندر کی طرف سے کشتیاں ڈال کر حملہ نہ کرسکے۔ عیسائیوں نے خشکی کی طرف سے پہرہ دینا شروع کردیا اور پہاڑ کی طرف سے سمندر میں کشتیاں آنے کا امکان نہیں تھا، اس لیے عیسائی اس طرف سے مطمئن تھے، سلطان محمد فاتحؒ کے مجاہدین نے تختے بچھا کر پہلے پہاڑ کی عقبی جانب سے کشتیاں اوپر پہاڑ تک پہنچا دیں اور پھر سمندر کی جانب تختے بچھا کر اس پر پھسلنے والا مادہ لگا دیا اور ایک دن میں تقریباً نوے کشتیاں سمندر میں اُتار دیں اور سمندر کو عبور کیا اور عیسائیوں کے قلعے اور گرجے کے سامنے آکھڑے ہوگئے، عیسائیوں کے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا کہ اس طرف سے بھی کوئی حملہ کرسکتا ہے۔

اب جنگ کا وہی نقشہ قائم ہوگیا جس کا تذکرہ میں نے اس سے پہلے پینورامہ میوزیم کے تحت کیا ہے۔ آج کل اس پہاڑ کے کنارے پر بڑی سڑک گزرتی ہے جس پر مسلسل گاڑیاں رواں دواں ہیں اور دوسری طرف سمندر ہے، ایک عجیب منظر ہے جو جاذب نظر ہے۔

سلطان محمد فاتح رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟

سلطان محمد فاتح ۱۴۳۲ عیسوی میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۴۸۱ عیسوی میں زہر خورانی سے شہید

کردیئے گئے۔ترکی کے ہرشہراور پوری مملکت میں سب سے زیادہ روشن نام سلطان محمد فاتح کا ہے۔ عوام الناس میں اتنے مقبول ہیں کہ دکانوں، فیکٹریوں، مساجد اور پارکوں کے نام فاتح کے نام سے رکھے ہوئے ہیں۔خرید وفروخت کی چھوٹی بڑی اشیاء پر فاتح نام بطور یادگار نظر آتا ہے، سلطان محمد فاتح کے تعارف کا اجمالی خلاصہ یہ ہے کہ خلافت عثمانیہ کے شاندار ماضی اور تابناک تاریخ میں تقریباً ۳۶ مشہور بادشاہ اور سلاطین گزرے ہیں، سب نے بھرپور جہاد کے لیے اپنی زندگیاں وقف کی تھیں اور تقریباً آدھی دنیا کو فتح کیا تھا، ان میں سلطان محمد فاتح سب سے زیادہ مشہور اور نمایاں گزرے ہیں، جن کو سرکاری اعزاز کے ساتھ فاتح کا لقب ملا ہے۔

خلافتِ عثمانیہ کے ۳۶ سلاطین میں سلطان محمد فاتح ساتویں نمبر کے سلطان اور خلیفہ گزرے ہیں، یہ سلطان مراد خان الثانی کے بیٹے ہیں، یہ نابغۂ روزگار سلطان ۱۴۳۱عیسوی میں پیدا ہوئے تھے، گویا سلطان محمد خان فاتح آج سے تقریباً ساڑھے چھ سوسال پہلے گزرے ہیں، ۱۴۵۱عیسوی میں یہ ترکی کے تخت خلافت پر تخت نشین ہوگئے تھے اور ۱۴۸۱عیسوی تک تقریباً ۳۰ سال تک حکومت کی، ان کی پوری زندگی جہاد میں گزری ہے، گھمسان کی جنگوں میں صف اول میں رہتے تھے، ہمیشہ اپنے سفید گھوڑے پر میدان جنگ میں تلوار لہراتے ہوئے نظر آتے تھے، تخت نشین ہوتے ہی انہوں نے ''قارمان'' پر حملہ کرکے اسے فتح کیا، پھر دوسرے سال میں انہوں نے مشہور قلعہ اناضول کو فتح کیا اور پھر قلعہ رومیلی کا محاصرہ کیا اور بیزنطینی بادشاہت کے خلاف اعلان جہاد کیا، تیسرے سال میں سلطان محمد خان فاتح نے بیزنطینیہ کے مشہور قلعہ اور پایۂ تخت کی طرف پیش قدمی کی اور استنبول کے اطراف کا ہر طرف سے محاصرہ کیا اور سارے بری اور بحری راستے بند کردیئے۔

اسی سال یعنی ۱۴۵۳عیسوی میں سلطان محمد فاتح نے خشکی پر کشتیاں چلاکر پہاڑ کی اونچائی سے نہایت حکمت کے ساتھ ایک دن میں تقریباً نوے کشتیاں سمندر میں اتاردیں اور اسی سال میں سمندر پار کیا اور آگے ایک خلیج پر آکر مورچے سنبھال لیے، اسی سال ۲۹ مئی ۱۴۵۳عیسوی میں صبح کے وقت عیسائیوں سے گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے استنبول فتح ہوگیا اور سلطان محمد فاتح استنبول میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوگئے، بیزنطینی حکومت ختم ہوگئی اور عیسائیوں کا مشہور گرجا ''آیا صوفیہ'' مسلمانوں کے ہاتھوں میں آگیا، سلطان محمد فاتح نے اس کو مسجد میں تبدیل کیا اور استنبول کو خلافت عثمانیہ کا دارالخلافہ قرار دیا، ''آیا صوفیہ گرجا'' آج بھی ترکی میوزیم کے پاس موجود ہے، چوتھے سال میں سلطان محمد فاتح نے آس پاس کی ریاستوں سے صلح کے معاہدے کیے اور ''سربیا'' کی طرف جنگ کے لیے روانہ ہوگئے، سلطان محمد فاتح نے ۱۴۶۱عیسوی میں البانیہ کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا

اور آگے بڑھ کر ’’طرابزون‘‘ اور ’’اماستر‘‘ پر شدید حملہ کیا اور وہاں کے بادشاہ اوزن حسن کو شکست دے دی، طرابزون کے فتح کرنے سے رومی بادشاہت کا خاتمہ ہوگیا، ۱۴۶۶ عیسوی میں البانیہ نے معاہدہ توڑا تو سلطان فاتح نے پلٹ کر البانیہ پر حملہ کردیا اور کئی قلعے فتح کرکے ’’قونیہ‘‘ پر قبضہ کرلیا، ۱۴۸۰ عیسوی میں سلطان محمد فاتح نے ’’اوترانتو‘‘ پر حملہ کردیا اور ’’اودس‘‘ قلعہ کا محاصرہ کیا، ۱۴۸۱ عیسوی میں عصر کے وقت سلطان محمد فاتح کو کسی کافر یا منافق نے زہر کھلادی اور یہ عظیم مجاہد اُنچاس سال کی عمر میں شہید ہوگئے، استنبول میں مسجد فاتح کے پاس سلطان محمد فاتح کی قبر ہے، اس طرح اسلام کے یہ عظیم غازی اور مجاہد تیس سالہ حکومت وخلافت کے بعد اللہ تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں چلے گئے ۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(بحوالہ السلاطین العثمانیون)

ترکی کے موجودہ حکمران طیب اردگان

ہم نے ترکی میں آج کل طیب اردگان کی مقبولیت کا ایک عجیب منظر دیکھا۔ استنبول میں ہم اپنی گاڑی میں بیٹھے ہوئے روڈ پر سفر کررہے تھے کہ سامنے ایک ٹیکسی جارہی تھی، جس کے پچھلے شیشے پر ترکی میں کچھ لکھا ہوا تھا اور ایک نوجوان کی تصویر بھی لگی ہوئی تھی، ہماری گاڑی چلانے والا تیس سال سے ترکی میں قیام پذیر ہے، اس نے کہا کہ: اس ٹیکسی پر لکھا ہوا ہے کہ اس شخص کے خاندان کا کوئی بھی مرد یا عورت اگر اس ٹیکسی میں سفر کرے گا تو ان سے کرایہ نہیں لیا جائے گا۔

ہمارے ساتھی نے بتایا کہ یہ لڑکا ایک عام فوجی تھا، طیب اردگان کے خلاف فتح اللہ گولن نے امریکہ کی مدد سے جو بغاوت کی تھی، اس میں اس لڑکے کو اس فوجی استاذ نے فون پر کہا کہ: فوج کا دستہ لے کر ایک فوجی کرنل ایئرپورٹ پر قبضہ کے لیے آرہا ہے، اگر تم میرے شاگرد ہو تو تم پر میرا حق ہے کہ اس فوجی افسر کو ماردو، اس نے اس فوجی کرنل کو مارا تو بغاوت ناکام ہوگئی، لیکن مقتول کرنل کے ساتھیوں نے اس فوجی لڑکے کو بھی مار کر شہید کردیا۔ اس ٹیکسی والے نے اس لڑکے سے محبت کی بنیاد پر اُس کے خاندان کو مفت سفر کی سہولت دینے کو اپنے لیے اعزاز سمجھا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ترکی کے عوام طیب اردگان سے کتنی محبت رکھتے ہیں۔ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے، یہ استنبول میں قاپ طوپی کے مشہور میوزیم کے علاوہ مشاہدات ہیں۔ قاپ طوپی کے مقدسات سے متعلق ان شاء اللہ! اس مضمون کے علاوہ کسی اور مضمون میں تحریر کروں گا، اللہ تعالیٰ اس کے لکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین!

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....